Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ الفضل ربوہ

فون: ۴۴۹ ایڈیٹر: نسیم سیفی رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۸/۴۳ منگل ۔ ۲۰۔ شوال ۱۴۱۳ھ، ۱۳۔ شہادت ۱۳۷۲ ہش، ۱۳۔ اپریل ۱۹۹۳ء نمبر ۸۴

ارشادات حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

انگلستان کے پروفیسر ریگ نے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے سوال کیا۔

”میں آئندہ زندگی کو مانتا ہوں کہ وہ ایک چولہ ہے۔ انسان اس کے ذریعہ ایک حالت سے دوسری حالت میں چلا جاتا ہے۔ مجھے سپر چول ازم سے خاص دلچسپی ہے۔ میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آئندہ زندگی کس طرح سے ہوگی اور وہاں کیا کیا حالات ہوں گے؟“

فرمایا:۔

”بیشک اس زندگی کا خاتمہ ہوکر ایک اور نئے رنگ کی زندگی شروع ہوگی مگر اس وقت ابھی وقت نہیں کہ اس کی تفصیل بیان کریں۔ جنہوں نے اس زندگی میں اچھی تخم ریزی کی ہوگی۔ ان کے واسطے ایک پاک سلسلہ شروع ہوگا اور جنہوں نے بُری تخم ریزی کی ہوگی۔ ان کے لئے مشکلات اور عذاب کا سلسلہ ہوگا۔ اس نئی زندگی کا ایک قسم کا تعلق اس زندگی سے بھی رہتا ہے اور بالکل ٹوٹ نہیں جاتا۔ مثال کے طور پر عالمِ خواب موجود ہے۔ بیداری میں ایک زندگی ہوتی ہے مگر سوتے میں ایک عظیم الشان انقلاب آجاتا ہے۔ بعض تفاصیل معلوم تو ہیں مگر ان کا بیان اس وقت نہیں ہو سکتا کیونکہ اس امر کے واسطے ایک لمبا وقت چاہیئے۔ منٹوں میں یہ اَمر طے نہیں ہو سکتا۔“ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۶۲۵-۶۲۶)

نمائندگان مجلس مشاورت کے اعزاز میں عشائیہ

ہفتہ ۳ اپریل ۱۹۹۳ء کو رات ۸ بجے دارالضیافت کی طرف سے نمائندگان کے اعزاز میں عشائیہ دیا گیا۔ مردوں کے لئے احاطہ لجنہ اماء اللہ میں اور خواتین کے لئے سرائے محبت گیسٹ ہاؤس میں انتظام کیا گیا تھا۔ محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی آمد پر عین وقت پر کھانا شروع ہؤا۔ اور ساڑھے آٹھ بجے اجتماعی دُعا سے جو محترم صاحبزادہ صاحب نے ہی کروائی اختتام پذیر ہؤا۔ احاطہ لجنہ اور سرائے محبت ہر دو جگہوں کو خوبصورت انداز میں روشن کیا گیا تھا۔ مردانہ حصے میں کھانا کھانے والوں کی مجموعی تعداد ایک ہزار اور خواتین کے حصے میں تعداد ۲۰۰ کے لگ بھگ تھی

امتحان سہ ماہی اوّل ۹۳ء برائے انصار اللہ

مرکزی امتحان انصار اللہ (سہ ماہی اوّل ۹۳ء) کے پرچے تمام مجالس کو بھجوائے جا چکے ہیں۔ جن زعماء کو ابھی تک نہ ملے ہوں۔ وہ دفتر کو آگاہ کریں۔ ناظمین کرام کوشش کریں کہ اُن کے ضلع کی کوئی ایک بھی مجلس امتحان میں نمائندگی سے محروم نہ رہے۔

نوٹ: زعماء کرام حل شدہ پرچے ۲۰ اپریل تک مرکز کو بھجوا دیں شکریہ (قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان)

سانحہ ارتحال

مکرمہ صفیہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم محمد منیر ہاشمی صاحب مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۹۳ء کو انتقال فرما گئیں۔ آپ کی عمر ۸۵ سال تھی۔ بوقت انتقال آپ اپنے بیٹے مکرم محمد انور ہاشمی صاحب کے پاس ملتان میں مقیم تھیں۔ ان کا جسدِ خاکی ربوہ لایا گیا جہاں مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۹۳ء کو بعد از ظہر بیت المبارک میں محترم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب وکیل المال ثانی نے جنازہ پڑھایا جس کے بعد بوجہ موصیہ ہونے کے بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی جہاں قبر تیار ہونے پر محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت نے دعا کرائی بوقت تدفین محترمہ موصوفہ کے پانچوں صاحبزادے مکرم محمد رشید ہاشمی صاحب انجنیئر ریٹائرڈ، مکرم محمد انور ہاشمی صاحب چیف سینیٹری انسپکٹر کینٹ بورڈ ملتان

باقی صفحہ ۷ کالم ۴ پر

جھوٹ کی ایک قسم بہانے بنانا ہے

اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جھوٹ کی ایک قسم بہانے بنانا ہے۔ اور یہ بھی روزمرہ کی زندگی میں ملتی ہے بسا اوقات انسان کو جو سچ بولنے والا بھی ہو اس کو بھی محسوس نہیں ہوتا کہ میرا یہ ردّ عمل کیا ہے۔ ایک شخص کسی ایسی حرکت میں پکڑا جاتا ہے جس سے اس کو خجالت ہوتی ہے۔ شرمندگی ہوتی ہے۔ اور اس کا نفس فوری طور پر اس کے سامنے عذر گھڑ کر پیش کر دیتا ہے کہ یہ کہدو۔ اسطرح اسکی توجیہہ کرو۔ ایک غلطی ہوگئی معمولی سی غلطی ہے۔ اسکی کوئی سزا نہیں ملتی لیکن انسان کا نفس اپنی عزت کا اتنا تحفظ کرتا ہے کہ جھوٹے بہانے کے ذریعے بھی تحفظ حاصل ہو تو وہ ضرور دے گا۔ چنانچہ ایک غلطی ہوئی اور فوراً دل نے بہانہ گھڑ لیا۔ انسان کا نفس اتنا بہانہ جو ہے کہ اگر آپ روزمرہ کی باتوں پر غور کریں کہ کس موقع پر آپ نے کیا بات کیوں کہی تھی تو آپ حیران ہو جائیں گے کہ لاعلمی میں آپ جھوٹے بہانے بناتے رہے ہیں۔ کاموں کے دوران انتظامی معاملات میں بسا اوقات میں نے دیکھا ہے کہ کسی سے پوچھا جائے کہ میاں یہ کام یوں کیوں ہو گیا ہے تو اس کا پہلا ردّ عمل بہانہ بنانے کا ہوتا ہے بہت کم ایسے صاف گو ہیں جنکو اس

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی ۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۳۔ شہادت ۱۳۷۲ ہش ۱۳۔ اپریل ۱۹۹۳ء

مشعلِ راہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے ۔ فرماتے ہیں :

۱ــــ اکثر ایسے مریض جن کے لئے ڈاکٹر بھی فتوٰی دے چکتے ہیں اور کوئی سامان ظاہری زندگی کے نظر نہیں آتے ۔ ان کے واسطے دعا کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو معجزانہ رنگ میں شفا اور زندگی عطا کرتا ہے گویا کہ مُردہ زندہ ہونے والی بات ہوتی ہے ۔

۲ــــ اگر تم اس دنیا میں آرام کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہو تو خدا کی طرف جھک جاؤ اور اپنی اصلاح کر لو اور پورے طور سے خدا کے ہو جاؤ ۔

۳ــــ بعض اوقات حبِّ دنیا کا غلبہ بھی سلبِ ایمان کا باعث ہو جایا کرتا ہے ۔ لہٰذا دنیوی امور میں بہت انہماک اور دنیوی امور کو اتنی اہمیت دے دینا کہ گویا دین ایمان اور آخرت کی پرواہ ہی نہ رہے ۔ یہ بھی خطرناک زہریلا مرض ہے ۔

۴ــــ اگر انسان تکبّر چھوڑ دے ۔ اور اخلاق اور ملنساری سے پیش آئے تو یہ بھی ایک بھاری معجزہ ہوتا ہے ۔ اخلاقی معجزہ ہمیشہ اپنے اندر ایک زبردست تاثیر رکھتا ہے ۔ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے ۔

۵ــــ خدا تعالیٰ کیفیت کو چاہتا ہے ۔ خدا ان سے محبت کرتا ہے جو اس کی عزت اور عظمت کے لئے جوش رکھتے ہیں ۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ ایک باریک راہ سے جاتے ہیں اور کوئی دوسرا انکے ساتھ نہیں جا سکتا ۔

۶ــــ اصل کیمیا تقوٰی ہے جس نے اس کو حاصل کر لیا اس نے سب کچھ حاصل کر لیا ۔ اور جس نے اس نسخہ کو نہ آزمایا اس نے اپنی عمر ضائع کی ۔

۷ــــ بیعت کرنے سے مطلب بیعت کی حقیقت سے آگاہ ہونا ہے ۔

۸ــــ توکّل کرنے والے اور خدا کی طرف جھکنے والے کبھی ضائع نہیں ہوتے ۔

۹ــــ اگر بار بار اللہ کریم کا رحم چاہتے ہو تو تقوٰی اختیار کرو ۔ اور وہ سب باتیں جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی ہیں چھوڑ دو ۔

۱۰ــــ تکبّر اور شرارت بُری بات ہے ایک ذرا سی بات سے ستّر برس کے عمل ضائع ہو جاتے ہیں ۔

ہم سرِ راہ انتظار میں ہیں
آپ آ جائیے بتائے بغیر
لوگ سارے دعا میں ہیں مصروف
خیر ہوگی ، خدا کے فضل سے ، خیر

ـــــــ ابوالاقبال

آئیے دل میں مرے عشرت کا ساماں دیکھئے
عشق کے داغوں سے یہ سینہ چراغاں دیکھئے

میرے نالے، مری آہیں میری فریاد و فغاں
گریۂ پیہم مرا ، اشکوں کا طوفاں دیکھئے

زندگی کے سینکڑوں ارمان لاکھوں حسرتیں
سو رہی ہیں منظرِ گورِ غریباں دیکھئے

دیدنی ہیں اس دلِ پُر داغ کی تابانیاں
اس میں تارے دیکھئے ماہِ درخشاں دیکھئے

یہ وفورِ گریۂ غم اور یہ پاسِ ضبطِ عشق
مُہرِ خاموشی لبوں پر دل میں طوفاں دیکھئے

داستانِ طُورِ موسیٰ بھی بڑی شے ہے مگر
اپنے سینے میں انہی جلوؤں کو پنہاں دیکھئے

بے نیازِ دو جہاں ہوں فیض میں از فیضِ عشق
بے سر و ساماں ہوں لیکن ساز و ساماں دیکھئے

فیض چنگوی

واقفینِ نَو کو خوش اخلاق بنائیں

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :-
"پس اپنے بچّوں کو خوش اخلاق ان معنوں میں بنائیں کہ میٹھے بول بول سکتے ہوں ۔ لوگوں کو پیار سے جیت سکتے ہوں ۔ غیروں اور دشمنوں کے دلوں میں راہ پا سکتے ہوں ۔ اعلیٰ سوسائٹی میں سرایت کر سکتے ہوں ۔ یہ دیکھے بغیر نہ تربیت ہو سکتی ہے نہ دعوت الی اللہ ممکن ہے ۔" (از خطبہ فرمودہ ۱۷ فروری ۱۹۸۹ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ۔ الثانی

تلقینِ عمل

ہم اپنی جماعت کے جو حالات جانتے ہیں ان حالات سے ہم سمجھتے ہیں کہ ظاہری طاقت کے لحاظ سے ہم دوسروں کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔ پس جب ہماری تھوڑی سی کوشش تھوڑی سی قربانی اور تھوڑی سی جدوجہد کے بعد دنیا پر اس قدر رعب پڑ سکتا ہے تو اگر ہماری ساری جماعت منظم ہو جائے۔ اگر ہماری جماعت کے نوجوان بھی اور بوڑھے بھی اور بچے بھی اپنی اندرونی اصلاح کرنے کے بعد بیرونی دنیا کی اصلاح کی طرف متوجہ ہو جائیں تو غور کرنا چاہیئے ہمارے اس رعب میں کتنا بڑا اضافہ ہو سکتا ہے۔ یقیناً موجودہ رعب سے ہزاروں گنا رعب ہماری جماعت کا ہو سکتا ہے اور موجودہ تعداد سے ہزاروں گنا تعداد ہماری جماعت کی بڑھ سکتی ہے اور نہ صرف رعب اور تعداد بڑھ سکتی ہے اور نہ صرف رعب اور تعداد کے لحاظ سے ہماری جماعت میں اضافہ ہو سکتا ہے بلکہ ہم موجودہ کام سے ہزاروں گنا زیادہ کام کر کے دنیا کو دکھا سکتے ہیں۔ اب بھی ہماری یہ حالت ہے کہ باوجود اس کے کہ ہم کمزور ہیں ہمارے پاس سامان نہیں ہے ہمارے پاس طاقت اور دولت نہیں ہے۔ پھر بھی بعض ممالک میں احمدیت کی دھاک بیٹھ چکی ہے۔ مثلاً افریقہ ایک بہت بڑا براعظم ہے۔ اس نصف براعظم میں ہماری دعوت الی اللہ ایسی ہے جیسا روس کے کنارے سے جاپان تک کے علاقے کو دعوت الی اللہ کی جائے۔ ہمارے اس وسیع علاقے میں صرف چار مربی کام کر رہے ہیں مگر ان چار مربیوں کی دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں افریقہ کے سارے کنارہ میں ایک دھوم مچی ہوئی ہے۔ ہزارہا لوگ ہیں جو احمدیت قبول کر چکے ہیں۔ گورنمنٹ ہے تو اس پر جماعت کا اثر ہے اور یورپین مصنفین کھلے بندوں تسلیم کرتے ہیں کہ عیسائیت کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ کے مربی اس علاقے میں جو کچھ کر رہے ہیں وہ عیسائیت کے لئے نہایت خطرناک ہے۔ غرض گورنمنٹ کیا اور پبلک کیا سب جماعت احمدیہ کی طاقت کو تسلیم کرتے ہیں اور دلائل کے میدان میں ہمارا مقابلہ کرنے سے گھبراتے ہیں حالانکہ ہمارے وہاں صرف چار مربی ہیں۔ چار مربی ایک ضلع کے لحاظ سے بھی بہت کم ہیں مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کی تائید اور اس کی نصرت ہمارے شامل حال ہے اور وہ اپنے فضل سے ہماری ناچیز کوششوں میں بھی برکت پیدا کر دیتا ہے۔ اس لئے ان چار احمدی مربیوں کا ایک وسیع علاقے پر حیرت انگیز اثر ظاہر ہو رہا ہے۔ وہ علاقہ اتنا وسیع ہے کہ اس کی لمبائی کئی ہزار میل کی ہے۔ اور اس علاقے کو اگر ایک جہاز طے کرنے لگے تو اسے بھی سات آٹھ دن لگ جاتے ہیں۔ مگر اتنے وسیع علاقہ میں صرف چار احمدی مربیوں کی دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں جماعت کی دھاک بیٹھ چکی ہے اور ہر جگہ یہ احساس پایا جاتا ہے کہ جماعت احمدیہ کا مقابلہ کرنا کوئی آسان بات نہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہاں بعض مقامی مربی بھی کام کر رہے ہیں مگر وہ بھی ہمارے بعض مربیوں نے ہی تیار کئے ہیں۔ اس لئے ان کا کام بھی ایک لحاظ سے ہمارے مربیوں کا کام ہے۔ پس اگر چار مربیوں کے نتیجہ میں ایک وسیع براعظم کے لوگوں میں اتنا بڑا تغیر پیدا ہو سکتا ہے تو اگر ہماری ساری جماعت (——) اور احمدیت کی اشاعت کے لئے کھڑی ہو جائے اور دن اور رات اس کام میں لگ جائے وہ اپنے آرام کو نظر انداز کر دے اپنی سہولت کو پس پشت پھینک دے اور دیوانہ وار اس کام میں مشغول ہو جائے تو گو ہماری تعداد تھوڑی ہے ہمارے پاس اور اقوام کے سلسلے میں سامان بہت کم ہے مگر یقیناً اس مجنونانہ کوشش کے نتیجہ میں ایک عظیم الشان تغیر رونما ہو جائے گا اور ایک بڑا انقلاب الٰہی ہاتھوں سے ظاہر ہو گا۔ بے شک آج ہمارے دعووں کو جنون سمجھا جاتا ہے۔ آج ہمارے دعووں پر ہنسی اڑائی جاتی ہے۔ آج ہمارے کاموں کی تحقیر کی جاتی ہے لیکن اگر ہماری جماعت اپنی کوشش کو اسی طرح بڑھاتی چلی جائے تو کل دنیا میں یہ سمجھا جائے گا کہ ان ہاتھوں سے اس عظیم الشان قربانی کی وجہ سے جس کا نمونہ اس جماعت نے دکھایا یہ کام ہونا لازمی اور ضروری تھا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے اندر ایک مجنونانہ جوش پیدا ہو جائے۔ ایک آگ ہو جو ہمارے سینہ میں ہر وقت سلگتی رہتی ہو۔ بے تابی ہو جو ہمیں کسی پہلو چین نہ لینے دیتی ہو اور ہم پورے عزم اور استقلال کے ساتھ اس بات پر قائم ہوں کہ ہماری زندگیوں کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ (——) اور احمدیت پر عمل (——) اور احمدیت کے لئے قربانی۔

حضور نے یہ بات اپنے خطبہ فرمودہ ۲۹ ستمبر ۱۹۴۴ء میں فرمائی۔

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ۔ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

افکارِ عالیہ

حضرت امام جماعت احمدیہ مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدیہ جماعت جرمنی کے امیر و مربی انچارج صاحب کے نام مندرجہ ذیل پیغام عطا فرمایا۔

حضور نے سلام و دعا کے بعد فرمایا۔ آپ کو علم ہے کہ بیت بشارت سپین کے افتتاح پر اور اس کے بعد بھی مختلف مواقع پر ہم نے خدا سے یہ عہد باندھے تھے کہ سپین کو دین حق کے لئے دوبارہ جیتنے کی کوشش کریں گے۔ اس ضمن میں وقف عارضی کی تحریک بھی کی گئی تھی اور مقامی طور پر جہاں جہاں سپینش افراد موجود ہیں ان سے رابطہ کر کے دعوت الی اللہ پہنچانے کی تحریک بھی کی تھی۔ لیکن رفتہ رفتہ یہ تحریک مدہم پڑ گئی۔ اور اکثر دوستوں کے ذہن اور دل سے محو ہو گئی۔ البتہ بعض احمدی خدا کے فضل سے ابھی بھی بڑی ذمہ داری سے اپنے عہد پر قائم ہیں اور مجھے اس کے متعلق رپورٹ بھی دیتے رہتے ہیں۔

چونکہ مجھ پر خصوصیت سے یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ نہ اپنے عہد کو خود بھولوں اور نہ جماعت کو بھولنے دوں اس لئے اس مسئلہ پر غور کرتے ہوئے کہ کیسے اس تحریک کو نئی زندگی دی جائے۔ اچانک ایک خیال دل میں پیدا ہوا جو اس خط کے ذریعے آپ پر ظاہر کر رہا ہوں۔ سپین میں دعوت الی اللہ کے لئے اس نئی تجویز سے احباب جماعت کو مطلع فرمائیں تاکہ جو داعیین الی اللہ اس میں دلی شوق سے حصہ لینا چاہیں وہ تحریری طور پر اپنے ناموں اور کوائف سے آپ کو مطلع کریں۔ اور اس طرح باضابطہ طور پر اس تجویز پر عمل درآمد کر کے کام کو آگے بڑھایا جا سکے۔ اس تجویز کے خدو خال حسب ذیل ہیں۔

ہر سال سپین سے لکھوکھا ٹورسٹ (سیاح) انفرادی طور پر یا گروپس میں یا خاندانوں کی شکل میں دنیا کے مختلف ممالک میں جاتے ہیں۔ ان میں بعض اچھے سنجیدہ اور شریف لوگ بھی ہوتے ہیں اور بعض غیر ذمہ دار لوگ بھی۔ غرضیکہ ہر قسم کے لوگ شامل ہیں لیکن لازماً ایک حصہ ایسا ہے جو سعید فطرت لوگوں کا بھی ہے۔ یہ سکیم ایسے ہی سعید فطرت سپینش سیاحوں سے مؤثر رابطہ کرنے سے تعلق رکھتی ہے۔

تمام دنیا میں جہاں بھی کوئی احمدی خاندان معاشی لحاظ سے فراخی رکھتے ہوں اور رہن سہن کا معیار ایسا ہو کہ سپین سے آنے والے مہمانوں کی دیکھ بھال کر سکیں۔ اور اپنے گھر میں جگہ دے سکیں وہ معین طور پر مطلع کریں کہ سال کے کس حصے میں کتنے دن کے لئے وہ کتنے مہمانوں کی خوشی سے مہمان نوازی کر سکتے ہیں۔ مقصد صرف یہ ہو گا کہ اس مہمان نوازی کو دعوت الی اللہ کا ذریعہ بنائیں۔

جماعت احمدیہ سپین کی انتظامیہ مختلف ایجنسیوں کی معرفت ٹورسٹ (سیاحوں) کو یہ دعوت دے گی کہ وہ جو کسی ملک میں پرائیویٹ گھر میں ٹھہرنا پسند کرتے ہیں اور مہمان بننا چاہتے ہیں وہ اپنی درخواستیں امیر سپین کو بھیج دیں۔ ایسے خواہش مند سیاحوں سے انٹرویو کا انتظام کیا جائے گا۔ انٹرویو کے بعد اگر مشنری انچارج مطمئن ہوں کہ ان کے لئے وہ کسی ایسے ملک میں مہمان نوازی کا انتظام کر دیں گے جہاں وہ جانا چاہتے ہیں اور جہاں بعض احمدی گھرانے ان کی مہمان نوازی پر آمادہ ہیں۔

سپین کی جماعت اپنی طرف سے پوری طرح اطمینان کرے گی کہ ایسے لوگ سعید فطرت اور نیک مزاج ہیں اور غیر ذمہ دار عادات کے مالک نہیں۔ ایسی فہرستیں سپین کی طرف سے متعلقہ ملک کی جماعت کو بھجوا دی جائیں گی پھر وہ اسے اپنی فہرست کے ساتھ ملا کر مختلف گھروں میں مہمانوں کی مناسب حال تقسیم کا انتظام کریں گے۔

ایسے گھر جو میزبانی کے لئے اپنے

باقی ص ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا

اخبارات کے شکریہ کے ساتھ

ہیرلڈ کراچی

شاہد حسین لاہور سے ہیرلڈ میں لکھتے ہیں کہ عامر خان کی وہ رپورٹ جس کا عنوان UNLIKELY HAVEN ہے اور جو جنوری ۱۹۹۳ء میں ربوہ میں احمدیوں کے متعلق شائع کی گئی ہے۔ انتہائی یعنی صحافت کا ایک انتہائی ـــ لچر ٹکڑا ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اس رپورٹ کا مصنف خود بات کو نہیں سمجھتا۔ اور اس کے مضمون سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے اپنے تعصبات کا اظہار کیا ہے۔ جو بعض بڑے بڑے تعلیم یافتہ پاکستانی بھی احمدیوں کے متعلق رکھتے ہیں۔ اس مضمون کے مصنف کے (CONFUSION) ذہنی الجھاؤ کا اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے شروع میں احمدیوں کا صحیح نام احمدی لکھا ہے اور پھر درمیان میں جا کر اس نے اپنے آپ کو اس راہ سے ہٹا کر ان کا نام قادیانی لکھا ہے۔ جسے ذلت آمیز سمجھا جاتا ہے۔ اگر وہ سمجھیں کہ وہ ایسا کرتے ہیں حق بجانب ہیں اس لئے کہ سرکاری طور پر ایسا ہی کیا جا رہا ہے تو یہ بات تو بہرحال ظاہر و باہر ہے کہ جماعت اپنے لئے یہ نام استعمال کرنا باعث ہتک سمجھتی ہے یا کیا انہیں یہ بات ظاہر کرنے کی ضرورت تھی کہ انہوں نے دونوں نام استعمال کر کے بتایا ہے کہ یہ ایک دوسرے کا بدل ہو سکتے ہیں۔ تاکہ اس طرح پتہ چلے کہ مضمون متوازن ہے اور معروضی (OBJECTIVE) بھی۔ اگر ایسا ہے تو یہ بالکل ایسی ہی بات ہے کہ سیاہ فام لوگوں کے لئے سیاہ فام لکھنے کے بعد نیگرو لکھا جائے خدا کے لئے ہمیں مارکس کے تجزیوں سے جو اس نے مذہب کے متعلق کئے تھے محفوظ رکھئے۔ جیسا کہ عامر خان کے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے۔ ان کا یہ بتانا کہ ربوہ رہائش کے لئے کیوں چنا گیا تھا اور اسے مرکز کیوں بنایا گیا۔ یہ استعاروں کو آپس میں گڈمڈ کرنے والی بات ہے۔ ہاریوں اور وڈیروں کا بیان جسے خاص طور پر اچھالا گیا ہے یہ ان لوگوں کیلئے بنیاد مہیا کرنے والی بات ہے جو اپنے آپ کو امن کے واعظ کہتے ہیں اور رواداری اور ترقی کا اظہار کرتے ہیں عامر ایک دفعہ پھر اس بات پر غور کریں۔ یہ رپورٹ جو پیش کی گئی ہے حقیقت میں روائتی تعصب کا اظہار ہے جس کی بنیاد یہ بتائی جاتی ہے کہ احمدیہ جماعت سب سے زیادہ امیر جماعتوں میں سے ہے۔ ایسی باتوں کے ساتھ اعداد و شمار کا ہونا از حد لازمی ہوتا ہے۔ یا یہ ہے کہ اسے دوسری ایسی جماعتوں سے جنہیں ایذاء دی جاتی ہے ان کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑا کر کے بات کی جائے اور تجزیہ مضمون میں شامل کیا جائے۔ جہاں تک مذہب سیاست اور اقتصادیات کا پاکستان میں تعلق ہے یہ تمام مذہبی دھڑے اقلیتوں میں موجود ہیں نسبتاً کہا جا سکتا ہے کہ بہت سی ایسی جماعتیں ہم ـــــ خاصی امیر ہیں۔ مثلاً اسماعیلی لوگ۔ جو بات دلچسپی کا باعث ہو سکتی ہے وہ یہ ہے کہ ایسا کیوں ہے۔ صرف احمدیوں کی امارت کا ذکر کرنے سے مسٹر خان اپنے تعصبات کو اجاگر کرتے ہیں جو اس بات کا اظہار ہے کہ وہ عمومی طور پر اسلام سے اور خصوصی طور پر احمدیت سے ناواقف ہیں۔ اس بات کا اقرار کرتے ہوئے کہ اس جماعت کی ایذاء دہی کی جاتی ہے مسٹر خان کی رپورٹ یہ تاثر دیتی ہے کہ چونکہ ربوہ میں ماحول نہایت پرسکون ہے اس لئے ان کے لئے سب کچھ ٹھیک ہے۔ وہ اس بات کو ضبط تحریر میں نہیں لاتے کہ کس طرح متعدد لوگوں کو تکلیف پہنچائی جاتی ہے۔ اور کس طرح احمدیوں کے خلاف مقدمات زیر سماعت ہیں۔ اسی طرح باوجود اس کے کہ وہ اقرار کرتے ہیں کہ یہ جماعت امن پسند ہے وہ کہتے ہیں کہ ربوہ میں امن کا ہونا عجیب بات ہے۔ (MYSTIFYING) اس مضمون کو دراصل متوازن ہونا چاہیئے لیکن یہ ایک ایسی رپورٹ بن گئی جو ایک CONFUSED شخص کی لکھی ہوئی ہے۔ جس میں لکھنے والے کے اپنے تعصب کا اظہار موجود ہے۔

دی نیوز

۲۲ مارچ ۱۹۹۳ء

راولپنڈی کے ایک طالب علم نے "دی نیوز" کے ۲۲ مارچ ۱۹۹۳ء کے شمارے میں خطوط کے کالم میں لکھا ہے کہ "میں ان خوش قسمت طالب علموں میں سے ایک ہوں جو راولپنڈی کے ایک بہت اعلیٰ قسم کے کالج میں تعلیم پاتے ہیں۔ میں نے یہاں ایک سال گذارا ہے اور جو کچھ دیکھا ہے اب آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔"

یہ طالب علم کہتے ہیں کہ اس کالج کے خاصے معروف پرنسپل جن کی شخصیت نادار دے اپنی سیٹ سے گزشتہ ۵ سال سے زیادہ عرصہ سے چمٹے ہوئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان کی ترقی کا کوئی چانس نہیں ہے اور ان لوگوں کی ترقی کا بھی کوئی چانس نہیں ہے جن کی ترقی کا انحصار ان کی فراغت سے ہے۔ سارا اقتدار ان کے ہاتھ میں ہے اور وہ جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ کسی شخص کو یہ جرأت نہیں کہ ان کی کسی غلط پالیسی کے متعلق کوئی اعتراض پیش کر سکے۔ ہر دوسرے دن کسی غریب طالب علم کو تعلیم سے معطل کر دیا جاتا ہے یا اس کا نام کالج سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ اگرچہ اس کے خلاف نہایت معمولی الزام ہوتے ہیں۔ جبکہ ان کا اپنا ایک بیٹا بی اے کا سپلیمنٹری امتحان دیتے ہوئے پکڑا گیا۔ اور نہیں کہا جا سکتا کہ اس کے خلاف اب کوئی قانونی کارروائی کی جائے گی یا نہیں جیسا کہ ایسے ہی دوسرے طلباء کے خلاف کی جاتی ہے وہ عام طور پر سبزی والا پنجابی کہنے کے عادی ہیں۔ آپ ان سے کسی ہی طرح بات کیجئے آپ کی زبان میں کتنی ہی نرمی کیوں نہ ہو آپ کو وہ اسی طرح خطاب کریں گے جس طرح کہ اوپر بتایا گیا ہے۔ اور طلباء ان کے اتنے "مشتاق" ہیں کہ ان سے ملنے سے گریز کرتے ہیں خواہ وہ کسی بھی قسم کے مسائل میں گرفتار ہوں جہاں تک اساتذہ کا تعلق ہے وہ بھی "تعمیر قوم" میں بہت بڑا کام کر رہے ہیں "ان میں سے سب کے سب دو یا زیادہ سے زیادہ چار پیریڈ روزانہ لیتے ہیں اور یہ بات بھی بہت کم دیکھی جاتی ہے۔ باقی وقت وہ دھوپ میں بیٹھ کر ایک خاص اخبار کے متعلق سیاسی تناظر پر تبصرہ کرتے رہتے ہیں۔

اگر کسی شخص کو میری ان باتوں پر شبہ ہو تو وہ خود آ کر کالج میں جھانک کر دیکھ لے۔ اسے ایک درجن کے قریب اساتذہ لائبریری میں بیٹھے ہوئے خوش گپیاں کرتے ملیں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ استثناء ہمیشہ موجود ہوتے ہیں لیکن یہاں یہ بھی بہت کم ہیں۔

جہاں تک ان کی تعلیمی قابلیت کا تعلق ہے یہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ پڑھاتے وقت کلیدوں اور فوٹو کاپیوں کا سہارا لیتے ہیں۔ یہ لوگ کئی سالوں سے یہاں موجود ہیں لیکن ابھی تک اپنے طلباء کو مطمئن نہیں کر سکے۔ اگر یہ وہ لوگ ہیں جو مستقبل کی تعمیر کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ہماری آئندہ نسلوں کا کیا بنے گا۔

(یہ خط راولپنڈی سے لکھا گیا۔ لکھنے والے نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا)

فرنٹیئر پوسٹ

۲۸ مارچ ۱۹۹۳ء

فرنٹیئر پوسٹ کے ۲۸ مارچ ۹۳ء کے شمارے میں پروفیسر مبارک علی کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے "علماء اور ہجرت کی پالیسی" اس مضمون کا ترجمہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔

خلافت تحریک نے علماء کو وہ قوت مہیا کی جس سے وہ سیاست میں ایک پر اثر کردار ادا کرنے کے قابل ہو سکیں۔ اور جس کے ذریعے انہوں نے مذہب کی بناء پر مسلمانوں کو اپنے گرد جمع کرنے کا عمل شروع کیا۔ فتویٰ اور جہاد وہ ہتھیار تھے جن کے ذریعے ان علماء نے اپنے اثر و رسوخ میں اضافہ کیا۔ اس کی ایک واضح مثال وہ "متفقہ فتویٰ" تھا جو خلافت تحریک کے دوران علماء کی طرف سے جاری کیا گیا۔ اور جس میں مسلمانوں کو ترغیب دی گئی تھی کہ وہ غیر مسلم لوگوں کو مسلم مقدس مقامات پر قبضہ کرنے سے روکیں۔ اس وقت علماء نے "شریعت کورٹ" قائم کر کے اور زکوٰۃ جمع کرنے کی کوشش کر کے حکومت کے اندر ایک حکومت قائم کرنے کی کوشش کی۔

سندھ میں کچھ علماء نے ایک ایسا فتویٰ بھی جاری کیا جس میں مسلمانوں سے کہا گیا تھا کہ وہ اپنے خطابات واپس کر دیں اور حکومت سے تعاون کرنا بند کر دیں۔ کیونکہ عیسائیوں نے مسلمانوں کے مقدس مقامات لئے ہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تخریبروں کو ذبح کیا ہے۔ ان میں بوٹوں سمیت داخل ہوئے ہیں۔ ان میں سگریٹ نوشی اور شراب نوشی کی ہے۔ علماء نے ہندوستان بھر میں مساجد کے پلیٹ فارم کو استعمال کرتے ہوئے عیسائیوں کے خلاف جہاد کے لئے خطبات دیئے۔

اس طرح سے ہندوستان کے مسلمان ان علماء کے پنجے میں جکڑے گئے جنہوں نے ملک میں غیظ و غضب کی ایک فضا پیدا کر دی۔ جیسا کہ بی۔ آر نندا نے "گاندھی پان اسلامزم امپیریلزم اور نیشنلزم" میں لکھا ہے کہ جوش و خروش انتہائی بلندیوں کو چھونے لگا۔ عجیب و غریب افواہیں زوروں پر تھیں۔ مبینہ طور پر یہ کہا گیا کہ برٹش ہندوستان میں قرآن مجید کے مطالعہ پر پابندی لگا دی جائے گی، کہ مکہ اور مدینہ پر انگریزوں نے قبضہ کر لیا ہے، کہ مکہ کا تقدس مجروح کیا گیا ہے، کہ جمعہ کی بجائے اب اتوار کو عبادت کا دن مقرر کیا جانے والا ہے۔ اس صورت حالات کے تحت مسلمانوں کے لئے صرف دو ہی راستے باقی رہ جاتے تھے یعنی جہاد یا ہجرت۔

اس موقعہ پر مولانا ابوالکلام آزاد نے ایک فتویٰ جاری کیا جس میں کہا گیا کہ ایسے حالات میں ہجرت کی جانی چاہیئے۔ انہوں نے اس فتویٰ میں کہا کہ شریعت کے تمام احکام اور موجودہ زمانے کے واقعات، ہندوستان کے مسلمانوں کے مفادات اور سیاسی مسائل کے مختلف پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے ہجرت کے سوا اور کوئی چارہ کار باقی نہیں رہ گیا ہے۔ البتہ جو مسلمان اس وقت بامر مجبوری فوری طور پر ہجرت نہ کر سکیں انہیں ہجرت کرنے والوں کی امداد کرنی چاہیئے۔ اس فتویٰ کی مولانا عبدالباری فرنگی محل والوں نے بھی تصدیق کی۔ افغانستان کی طرف اس ہجرت کا نتیجہ یہ نکلا کہ تقریباً دس ہزار مسلمان ہلاک ہو گئے اور لکھوکھا مسلمانوں کو اپنے ہی افغان بھائیوں کے ہاتھ انتہائی ذلت آمیز سلوک کا سامنا کرنا پڑا۔ اور آخر کار یہ تاریخی واقعہ ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے کسی قسم کے فائدے کے بغیر ختم ہو گیا۔

۱۹۴۷ء میں تقسیم برصغیر کے وقت ہجرت کا مسئلہ دوبارہ علماء کے درمیان بحث کا موضوع بن گیا۔ اس دفعہ علماء دو کیمپوں میں بٹ گئے۔ ان میں سے ایک مسلم لیگ سے تعلق رکھتا تھا اور دوسرا انڈین نیشنل کانگریس سے اور دونوں نے ہی اس مذہبی مسئلہ کی اپنی سیاسی وفاداریوں کے زاویے سے تشریح کی۔ مولانا حسین احمد نے پرجوش طریقہ پر یہ اپیل کی کہ مسلمان اپنے آباء کی قبریں، اپنے تاریخی مقامات، اپنی مساجد اور اپنے معاشرتی مراکز کو چھوڑ کر پاکستان نہ جائیں۔ انہوں نے ہجرت کے خلاف یہ دلیل پیش کی کہ اس طرح یہ تمام کے تمام تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

اس کے بالمقابل شبیر احمد عثمانی نے یہ دلیل پیش کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے وقت اپنی ہر چیز مکہ میں چھوڑ دی تھی۔ اس لئے ہندوستان کے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ بھی پاکستان کو مدینہ ہی کی طرح سمجھیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد نے ۱۹۴۷ء میں دہلی کی جامعہ مسجد میں ایک انتہائی جذباتی تقریر مسلمانوں کی پاکستان کی طرف ہجرت کے مسئلہ پر کی۔ انہوں نے اس مبینہ ہجرت کی بڑی سختی سے مذمت کی اور اسے ایک فرار قرار دیا۔ انہوں نے اپنے سامعین سے کہا کہ ان مساجد کے مینار آپ سے یہ سوال پوچھ رہے ہیں کہ تم نے اپنی تاریخ کو کہاں گم کر دیا ہے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ تمہارے کاروانوں نے گنگا کے پانیوں میں اپنے منہ اور ہاتھ دھوئے تھے۔ اور آج تم یہاں تم رہنے سے بھی ڈر رہے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ دہلی کی سرزمین کو تمہارے خون نے سینچا ہے۔

انہوں نے مسلمانوں کو مزید یاد دلایا کہ یہ تاریخی باقیات تمہارا ورثہ ہیں۔ ان کو چھوڑ کر مت جاؤ۔ ان کے وارثوں کے طور پر یہاں رہو۔ اگر تم فرار ہونے کا فیصلہ خود نہ کرو تو دنیا کی کوئی طاقت تمہیں اس ملک سے نکلنے پر مجبور نہیں کر سکتی۔

مولانا آزاد کا ۱۹۲۰ء کا فتویٰ اور ان کی ۱۹۴۷ء کی تقریر کا اگر موازنہ کیا جائے تو اس میں کتنا بڑا تضاد پایا جاتا ہے۔ ۱۹۲۰ء میں ہر مسلمان پر یہ فرض قرار دیا گیا کہ وہ ہجرت کرے اور اس سلسلے میں مقدس مقامات، مساجد، مقابر اور اپنے گھروں اور مال و اسباب غرضیکہ کسی چیز کی پرواہ نہ کرے لیکن ۱۹۴۷ء میں وہی مولانا آزاد ہر مسلمان کا یہ مقدس فریضہ قرار دیتے ہیں کہ وہ ان مراکز، مساجد اور اپنے ورثہ کی حفاظت کی خاطر ہجرت کا خیال اپنے دل سے نکال دے۔

یہ محض اس لئے ہوا کہ سیاسی مسائل کے حل کے لئے مذہب کا سہارا لیا گیا۔ حالانکہ ان مسائل کو حل کرنے کے لئے حقائق و کوائف پر نظر رکھی جانی چاہیئے تھی۔ لیکن دونوں موقعوں پر ہندوستان کے مسلمانوں کو تکالیف میں سے گذرنا پڑا۔ اور دونوں مواقع پر جنہوں نے ہجرت کا فیصلہ کیا وہ اپنی بنیادوں سے محروم ہو گئے۔

ڈان

۲۹ مارچ ۱۹۹۳ء

پروفیسر امانت علی روزنامہ اخبار "ڈان" کے ۲۹ مارچ ۱۹۹۳ء کے شمارے میں کہتے ہیں کہ اصولی اعلیٰ تعلیم ہمارے اکثر طلباء کے لئے روزگار حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ لیکن یونیورسٹیوں اور کالجوں کا نصاب تعلیم اور جس طریق پر یہ تعلیم دی جاتی ہے ہمارے ترقی پسند ملک پاکستان کے جدید اقتصادی تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں ہے۔ لیڈر شپ کی صفات کے فروغ کے سلسلے میں بھی گذشتہ تمام سالوں میں جبکہ بہت زیادہ توسیع ہوئی ہے یہ محل نظر ہے۔ تعلیمی حکام نے طلباء کے حصول تعلیم کے رویے کے سلسلے میں جدیدیت کو بالکل نظر انداز کر دیا اسی طرح ان کے اہداف اور ان کی بڑی بڑی خواہشات کو بھی۔ اور یہی وہ بات ہے جس سے بہت زیادہ گھمبیر مسائل پیدا ہوئے ان مسائل کا تعلق ڈسپلن سے ہے اور ذاتی خصوصیات سے اور حصول روزگار سے۔ وفاقی وزیر تعلیم نے اسلام آباد میں ۲۰ دسمبر ۱۹۹۲ء کو پریس کانفرنس کے موقعہ پر نئی تعلیمی پالیسی کا اعلان کیا تو اس بات پر زور دیا کہ اعلیٰ تعلیم کے سلیبس میں تبدیلی کی ضرورت کے پیش نظر اس پر فوری طور پر نظر ثانی کی جانی چاہیئے۔ ان کے الفاظ یہ تھے:۔

گریجوایٹ اور پوسٹ گریجوایٹ سطح پر سلیبس میں توسیع کی ضرورت کو مدنظر رکھا جائے۔ اس بات کا تعین کیا جائے کہ ترقی پذیر لوگوں میں کالج اور یونیورسٹیوں کا کیا کردار ہونا چاہیئے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ اقتصادی ترقی کو بھی مدنظر رکھا جائے۔ سلیبس ایسا تیار کیا جائے جو موجودہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی دنیا میں لیڈر شپ کی ضروریات کو پورا کر سکے جہاں تک سلیبس کا تعلق ہے وہ برطانوی طریق تعلیم کی نہج پر تیار کیا گیا تھا اور آج بھی وہی جاری ہے۔ ہمارے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اسی کے مطابق تعلیم دی جارہی ہے۔ حالانکہ یہ ۱۹۴۷ء میں برصغیر کی تقسیم سے بھی پہلے کا تھا۔ یہ طریق تعلیم ایسا تھا جس میں آرٹس اور سائنس کی چار سال کے لئے تعلیم دینے کے لئے ڈگری کالج تھے تین سال آنرز کے پروگرام کے لئے اور دو سال ایم۔ اے ایم۔ ایس سی کے لئے۔ یہ سب کچھ یونیورسٹی میں حاصل کیا جاتا تھا۔ تمام تعلیمی دھارے اپنے آپ کو نہایت سمیٹ کر اور سکیڑ کر رکھتے تھے۔ جو طالب علم آرٹس کے مضامین لیتا ہے اسے اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ سائنس کا کوئی مضمون لے سکے۔ یا کسی فن میں مہارت کے لئے تعلیم حاصل کر سکے۔ گذشتہ ۴۵ سال میں سلیبس میں جو تبدیلی لائی گئی ہے خاص طور پر اعلیٰ تعلیم کے سلسلے میں وہ صرف یہ ہے کہ اس میں اسلامیات اور مطالعہ پاکستان کو شامل کیا گیا ہے۔ ورنہ وہ بالکل ویسی کی ویسی ہی تھی جیسے پہلے۔

برطانوی طریق تعلیم کے خلاف امریکہ میں تعلیم کو مختلف الجہات بنایا جاتا ہے اور اس بات کی اجازت ہوتی ہے کہ وہ مختلف قسم کے مضامین کو تعلیم میں شامل کر سکیں۔ جو تعلیم کے کورسز سیٹ کئے جاتے ہیں ان میں دوسرے مضامین کو بھی شامل کرنے کی اجازت ہے۔ ایسی تعلیم وسیع البنیاد ہو جاتی ہے اور پڑھانے کے طریق پر یہ اثر پڑتا ہے کہ توجہ فرد کی طرف ہو جاتی ہے۔ اس طرح یہ زیادہ نفع بخش ثابت ہوتی ہے۔

ہندوستان جس کے ساتھ ہم تعلیمی تاریخ میں شریک ہیں نے اعلیٰ تعلیم کے نصاب پر مکمل طور پر نظر ثانی کی ہے۔ اور اسے جدید بنا لیا ہے۔ خاصی بڑی تعداد میں اختیاری مضامین ہیں جو کسی فن میں مہارت

باقی صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بشریٰ سلیمان طاہر۔ کراچی

ایک چھوٹی سی بات

بہت عرصے سے الفضل میں ایک چھوٹی سی بات کے سلسلے میں کچھ لکھنا چاہتی تھی۔ لیکن اکثر ایسے ہوتا کہ جو چیز میں سوچتی اس کے بارے میں کسی نہ کسی رنگ میں کسی اور کا لکھا ہوا آ جاتا۔ کچھ دن پہلے بلکہ عید کے تیسرے دن اقبال کے گھر رات کا کھانا کھا کر واپسی پر جو واقعہ پیش آیا وہ لکھ کر بھیج رہی ہوں۔

چند دن پہلے ایک واقعہ پیش آیا جس کے نتیجے میں ایک چھوٹی سی بات کی طرف توجہ دلانے کا خیال آیا۔ پہلے واقعہ پیش کرتی ہوں۔ عید کے تیسرے دن کی بات ہے چھوٹے بھائی کے گھر سب بہن بھائی رات کے کھانے پر مدعو تھے۔ دعوتوں میں اکثر کھانا دیر سے ہی کھایا جاتا ہے۔ اس دن بھی ہم نے رات کا کھانا دیر سے ہی کھایا اور بعد میں کچھ وقت باتیں کرنے میں گزرا رات کے تقریباً ساڑھے گیارہ بجے ہم گھر جانے کے لئے نکلے۔ ابھی تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ گاڑی کا ٹائر پنکچر ہو گیا۔ گاڑی سڑک کے ایک طرف لگائی ڈگی کھولی۔ ٹائر نکالا۔ جیک نکالا لیکن NUT کھولنے والا پانا نہیں ملا۔ میرے شوہر ایک دوست کے گھر گئے۔ جو کچھ فاصلہ پر تھا۔ پانا لے کر آئے لیکن وہ سائز کا نہیں تھا۔ ایک دو گاڑیاں روکیں لیکن ان سے بھی کام نہیں بنا۔ آخر کار پیدل کسی دوست کے گھر جا کر انکی گاڑی لی اور کسی دوسرے دوست کے گھر جا کر صحیح سائز کا پانا لے کر آئے اس طرح سے رات کے ڈیڑھ بجے گاڑی کا ٹائر بدلا گیا اور ہم دوبارہ گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ ہمارے ساتھ ایک اور دوست تھے۔ جب میرے شوہر پانے کی تلاش میں گئے تو وہ ہمارے ساتھ رہے ورنہ کراچی جیسے شہر میں آدھی رات کو بچوں کے ساتھ سڑک پر وقت گزارنا خطرے سے باہر نہیں ہے۔ اسی دوران ہمیں پتہ چلا کہ قریب ہی ایک احمدی کا گھر ہے۔ آدھا گھنٹہ ہم نے انکے گھر گزارا۔ یہ ساری کوفت صرف اسی لئے پیش آئی کہ ایک اوزار گاڑی میں نہیں تھا۔ یہ واقعہ بیان کرنے کا مقصد ہی اس بات کی طرف توجہ دلانا ہے کہ گاڑی میں ٹائر بدلنے کے سب اوزار ہر وقت موجود ہونے چاہئیں۔ اور ساتھ ہی SPARE TYRE بھی صحیح حالت میں۔ گاڑی کا ٹائر تو کسی وقت اور کہیں بھی پنکچر ہو سکتا ہے۔ کسی ایک اوزار کے نہ ہونے سے بہت مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

بقیہ کالم ۴ پر

کہ مولیٰ کریم ان کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے اور ان کے والدین، بہن بھائیوں اور زوجہ محترمہ کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے اور صبر جمیل عطا فرمائے

ہم ہیں مربیان و معلمین، نیشنل مجلس عاملہ اور تنزانیہ کے سب احمدی احباب

واقفینِ نو اور تحمّل مزاجی

حضور نے فرمایا:۔

"ہمیں ایسے واقفین بچے چاہئیں جن کو شروع ہی سے اپنے غصّے کو ضبط کرنے کی عادت ہونی چاہئے۔ جن کو اپنے سے کم علم کو حقارت سے نہیں دیکھنا چاہئے۔ جن کو یہ حوصلہ ہو کہ وہ مخالفانہ بات سُنیں اور تحمل کا ثبوت دیں۔ جب ان سے کوئی بات پوچھی جائے تو تحمّل کا ایک یہ بھی تقاضا ہے کہ ایک دم منہ سے کوئی بات نہ نکالیں، بلکہ کچھ غور کر کے جواب دیں۔ یہ ساری ایسی باتیں ہیں جو بچپن ہی سے طبیعتوں میں اور عادتوں میں رائج کرنی پڑتی ہیں۔ اگر بچپن سے یہ عادتیں پختہ نہ ہوں تو بڑے ہو کر بعض دفعہ ایک انسان علم کے ایک بہت بلند معیار پر پہنچنے کے باوجود بھی ان عام سادہ سادہ باتوں سے محروم رہ جاتا ہے۔"

(خطبہ فرمودہ ۱۰ ر فروری ۱۹۸۹ء)

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

صائمہ مریم ثمر

ربِّ کریم — ہمارا مشکل کُشا

خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں۔
"جب دعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔"

اس آیت کریمہ میں خدا تعالیٰ نے اس بات کی طرف ہماری توجہ دلائی ہے کہ ہر مشکل گھڑی میں خدا تعالیٰ سے ہی دعا مانگنی چاہیئے۔ خدا تعالیٰ خود فرماتے ہیں کہ جب میرے بندے مجھے پکارتے ہیں تو میں ان کی پکار سنتا ہوں۔

قبولیت دعا کے بہت سے واقعات ہم اپنی روزمرہ کی زندگی میں ہوتے دیکھتے ہیں۔

میں آپ کو جو واقعہ لکھ کر بھیج رہی ہوں وہ میری امی نے مجھے سنایا ہے۔ آپ بھی انہیں کی زبانی سنیں۔ ......
آپ فرماتی ہیں۔

"میں لاہور میں اپنے سسرال والوں سے ملنے گئی۔ میرے بچے میرے ساتھ تھے۔ ایک دن میں نے سوچا کہ ایک عزیزہ سے مل آؤں دوبارہ آنا مشکل ہو گا۔ یہی سوچ کر میں ان سے ملنے چلی گئی۔ وہاں کچھ دیر ہو گئی.... غالباً جون کا مہینہ تھا باہر آئی تو آسمان پر چاروں طرف کالے رنگ کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ مغرب کا وقت ہو گا۔ میں اللہ کا نام لے کر چل پڑی۔ پہلے ہلکی ہلکی ہوا چلنا شروع ہوئی اور پھر یہ ہوا طوفان کی شکل اختیار کر گئی۔ ہر طرف اندھیرا تھا۔ گرد اور مٹی سے راستہ سجھائی نہ دیتا تھا۔ اس پر ستم یہ کہ لائٹ بھی چلی گئی۔ خیر.... میں خدا کا نام لے کر چلتی رہی۔ مجھے احساس ہوا کہ شائد میں راستہ بھول گئی ہوں۔ میں نے کسی سے اس محلہ کے بارے میں پوچھا پتہ چلا کہ محلہ تو وہی ہے البتہ مکان نہیں مل رہا تھا...... لاہور کی گلیوں سے تو سب ہی واقف ہیں۔ اس کے علاوہ میں کافی دیر بعد گئی تھی۔ اس لئے صحیح اندازہ نہیں ہو پا رہا تھا...... گھر میں بچے تنہا تھے۔ وقت گذرتا جا رہا تھا۔ مجھے سخت تشویش اور فکر لاحق ہوئی۔ اچانک میری زبان پر قرآن پاک کی یہ آیت مبارکہ جاری ہو گئی۔ "ہمیں سیدھا راستہ دکھا" جونہی میں نے یہ آیت پڑھی اور سامنے غور سے دیکھا تو پتہ چلا کہ میں تو اپنے گھر کے پاس ہی کھڑی ہوں..... میں فوراً اندر گئی بچوں کو دیکھا تو وہ سو رہے تھے۔ اس پر میں نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ آج میں سوچتی ہوں کہ

قراردادِ تعزیت

یہ خبر انتہائی دکھ افسوس اور غم سے سنی گئی کہ ہمارے عزیز مربی بھائی مکرم و محترم محمد اسماعیل صاحب منیر (بدوملہی) ۱۵ ر دسمبر ۱۹۹۲ء کو اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے

یقیناً ہم سب اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

محترم محمد اسمٰعیل صاحب منیر ثانی ۱۴ ر اگست ۱۹۴۲ء کو بدوملہی ضلع سیالکوٹ (پاکستان) میں پیدا ہوئے۔ دعوت الی اللہ کا غیر معمولی جذبہ اور شوق انہیں جامعہ احمدیہ میں کھینچ لایا۔ جامعہ احمدیہ میں آپ کا شمار ذہین طلباء میں ہوتا تھا۔ ۱۹۷۰ء میں آپ جامعہ احمدیہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کر کے دعوت الی اللہ کے میدان میں وارد ہوئے پاکستان میں کچھ عرصہ کام کرنے کے بعد ۱۹۷۲ء میں آپ کی تعیناتی تنزانیہ (مشرقی افریقہ) میں ہوئی تنزانیہ میں (TANGA) ریجن میں آپ آٹھ سال تک دعوت الی اللہ اور تربیت کا کام نہایت عمدہ طریق پر انجام دیتے رہے تھوڑے ہی عرصہ میں سواحیلی زبان پر عبور حاصل کر کے مقامی لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کروانے میں کامیاب ہو گئے۔ ان کے دور میں ہونے والے احمدی آج تک ان کی کم گوئی، حلیمی طبع، دعوت الی اللہ میں جوش و جذبہ اور زبان پر غیر معمولی عبور کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتے۔

ٹانگا (تنزانیہ) میں بیماری کے بعد پاکستان واپسی ہوئی۔ پاکستان کی آب و ہوا نے ان کی صحت پر اچھا اثر ڈالا اور پھر جماعتی کاموں میں بڑی محنت اور جانفشانی سے کام کرنے میں مصروف ہو گئے اور تعلیم القرآن اور وقف عارضی کی ایڈیشنل نظارت میں کام کرنے کے ساتھ ساتھ لجنہ کے تربیتی رسالہ "مصباح" کی ادارت سات سال تک ان حالات میں کی۔

آخر دین حق کی اشاعت میں ہی ۱۵ ر دسمبر ۱۹۹۲ء کو ہارٹ اٹیک سے اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

ہم تمام مربیان و معلمین، نیشنل مجلس عاملہ اور تنزانیہ کے تمام احمدی اپنے اس پیارے بھائی کی وفات پر انتہائی دلی رنج اور دکھ کا اظہار کرتے ہیں اور دعا گو ہیں

باقی کالم ۲ پر

اگر اس دن میرا رب میری مدد نہ کرتا تو میں نجانے آج کہاں ہوتی۔ یقیناً خدا تعالیٰ ہمارا مشکل کشا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ صـ۳

آپ کو پیش کرتے ہیں۔ ان کے لئے سپین مشن لٹریچر مہیا کرنے اور روزمرہ کی سپینش زبان سکھانے کے لئے آڈیو، ویڈیو کیسٹس وغیرہ مہیا کرنے کا انتظام بھی کرے گا۔

جو دوست اپنی میزبانی پیش کرتے ہیں مقامی جماعت ان سے انٹرویو لے کر اس بات کی تسلی کرے گی کہ وہ اس لائق ہیں کہ جماعت کی نمائندگی کر سکیں۔ اور ایسی احتیاطیں بھی کریں گے کہ اخلاقی طور پر کسی خرابی کا احتمال نہ ہو۔

پہلے سال کے تجربہ کی روشنی میں پھر آئندہ اس سکیم کے خدوخال کو واضح شکل دی جاسکتی ہے اور مناسب ترمیم بھی کی جاسکتی ہے اس طریق پر ایک سال کے اندر سینکڑوں یا ہزاروں باشندگانِ سپین سے مؤثر مستقل نوعیت کا رابطہ قائم ہو جائے گا۔ (جیسے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اور اسی کی دی ہوئی توفیق سے)۔

دوسرا حصہ سکیم کا یہ ہے کہ اگر کوئی خاندان میزبانی کے لئے اپنی خدمات پیش نہ کر سکتے ہوں اور PAYING GUEST رکھنا چاہتے ہوں تو وہ بھی اسی طریق پر اپنی جماعت سے رابطہ کریں اور منظوری لے لیں۔ اس طریق پر بھی مؤثر رابطہ ہو سکتا ہے۔ جماعتیں ابھی سے آئندہ سال کی تیاری کے لئے کام شروع کر دیں۔ اس ضمن میں اگر کوئی مشورے بھیجنے ہوں تو بلا تردد بھجوائیں۔ اس پیغام پر مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ کے دستخط ہیں۔ یہ پیغام اخبار احمدیہ جرمنی کی ستمبر ۱۹۸۸ء کی اشاعت میں شائع ہوا اور اس کے بعد ۲۸ نومبر ۱۹۸۸ء کے روزنامہ الفضل کے شمارے میں بھی شائع کیا گیا۔

بقیہ: صـ۵

حاصل کرنے کے کام آتے ہیں ایسی چیزیں سلیبس میں شامل کر لی گئی ہیں یہ بالکل امریکی طریق تعلیم کے مطابق ہے۔ آرٹ کے طلباء سائنس کے بعض مضامین اپنی تعلیم میں شامل کر سکتے ہیں۔ اور اسی طرح پیشہ وارانہ مہارت حاصل کرنے کی بھی تعلیم لے سکتے ہیں۔

ہم جن حالات میں سے گذر رہے ہیں ہمارے کالجوں اور یونیورسٹیوں کے سلیبس پر نظر ثانی کرنا نہایت ضروری ہے اور اسے فوری سمجھ کر کیا جانا چاہیئے۔ ڈگریاں حاصل کرنے کے بعد ہمارے نوجوانوں کو جلد ہی اس بات کا احساس ہو جاتا ہے اور انہیں یہ تلخ تجربہ ہوتا ہے کہ ان کی تعلیم اور تربیت جو انہوں نے یونیورسٹی اور کالج میں حاصل کی ہے وہ روزگار کے حصول سے ہم آہنگ نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اعلیٰ تعلیم کے لئے سلیبس پر نظر ثانی ہونی چاہیئے اور اس بات کو مدنظر رکھا جانا چاہیئے کہ شہر وسیع سے وسیع تر ہو رہے ہیں۔ اور یہ مہارت کی تربیت کے مرکز بن رہے ہیں مہارت صنعت کاری میں، کامرس میں، اور انتظامی امور میں۔

اسی لئے ترجیح اس بات کو دینی چاہیئے کہ اعلیٰ کارکن پیدا کئے جائیں جو اقتصادیات میں مہارت رکھتے ہیں کیونکہ اقتصادیات بڑی تیزی کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہے اور یہی وہ چیز ہے جس سے خاصا زیادہ نفع حاصل کیا جاسکتا ہے اور یہی وہ بات ہے جس سے بے روزگاری کا ان لوگوں میں جو گریجویٹ ہیں خاص طور پر زیادہ اثر پڑ رہا ہے۔ یہ اسی طرح ممکن ہے کہ اعلیٰ تعلیم اور پیشہ وارانہ مہارت کو ہم آہنگ کیا جائے اور اس بات کی ضرورت کو کبھی نظر انداز نہ ہونے دیا جائے۔ نئے سلیبس میں جو انگریزی کو اہمیت دی جانی چاہیئے اس پر بھی ہمیں دوبارہ غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ ضرورت اس لئے پیش آتی ہے کہ جدید طریقوں پہ نئے امور جن کا تعلق تجارت، صنعت اور انتظام سے ہے ہے انہیں ہم آہنگ کرنا چاہیئے۔ یہ بھی پاکستان میں بہت سرعت کے ساتھ سامنے آرہے ہیں۔ وہ لوگ جو کم ترقی یافتہ ہیں انہیں انگریزی میں مہارت کی ضرورت ہے۔ بہت سے اعلیٰ تعلیم یافتہ گریجویٹ محسوس کرتے ہیں کہ انہیں انگریزی کی مہارت نہ ہونے کی وجہ سے نقصان پہنچتا ہے۔ اور وہ مستقل طور پر مسلسل روزگار کی منڈی میں مسترد کر دیئے جاتے ہیں۔

بقیہ: صـ۱

بات کی قطعاً پرواہ نہیں ہوتی کہ میری غلطی میری طرف منسوب ہوگی اور اس سے بچنے کا میرے پاس اور کوئی ذریعہ نہیں۔ اس کے باوجود وہ کھل کر صاف کہتے ہیں کہ ہاں یہ ہماری غلطی ہے مگر روزمرہ کی زندگی میں انسان بہانے بہت بناتا ہے۔ اور بہانا بناتا پھر رفتہ رفتہ اچھل کر کھلے کھلے جھوٹوں میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ضرورت کے وقت جو جھوٹ بولنے والے لوگ ہیں وہ سب بہانہ جو ہوتے ہیں۔ کوئی ایسا شخص ضرورت کے وقت جھوٹ نہیں بولتا جس کو بہانہ بنانے کی عادت نہ ہو۔ وہ شخص جو بہانوں سے پاک ہے اس کیلئے جھوٹ کی جڑیں ہی نہیں ہیں۔ انسانی فطرت میں جھوٹ کی جڑیں ہوا کرتی ہیں جو عام طور پر دکھائی نہیں دیتیں۔ جو جھوٹ باہر دکھائی دیتا ہے۔ اسکی جڑیں اندر بھی ضرور ہیں۔ ان جڑوں کو تلاش کریں تو پھر آپ کو باہر کے جھوٹ سے بچنے کے ذرائع میسر آسکتے ہیں چنانچہ اس مسئلہ پر غور کرتے ہوئے میری نظر بچوں تک پہنچی اور مجھے اندازہ ہوا کہ کیوں بعض ماں باپ آئندہ کے لئے جھوٹی نسلیں پیچھے چھوڑ جاتے ہیں حالانکہ وہ سچ کی تلقین کرنے والے لوگ ہیں اور مزاج کے سخت بھی ہوا کرتے ہیں غلطیاں برداشت بھی نہیں کرتے اس کے باوجود ان کے بچے جھوٹے بن جاتے ہیں تو ایسے بعض بچوں کے حالات پر، ایسے خاندانوں پر نظر رکھ کر مجھے یہ معلوم ہوا کہ حقیقت یہ ہے کہ بچوں پر ناجائز سختی جھوٹ پیدا کرتی ہے۔ اگر بچے کو روزمرہ یہ پتہ ہو کہ مجھ سے پلیٹ ٹوٹ جائے گی تو جوتیاں پڑیں گی۔ مجھ سے فلاں چیز غلط ہوئی تو گالیاں پڑیں گی مار پڑے گی مجھے ذلیل و رسوا کیا جائیگا۔ وہ ہر وقت دل میں بہانے ڈھونڈتا رہتا ہے۔ ذرا اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھیں کہ یہ تم نے کیا کیا تو وہ فوراً کوئی بہانہ بنا دے گا پس بظاہر ماں باپ سچے ہیں۔ بظاہر ماں باپ غلطیوں کی سرزنش کرنے والے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس کے نتیجہ میں ہم بہت ہی نیک اور پاک اولاد پیدا کر رہے ہیں لیکن یہ کوشش عملاً جھوٹی اولاد پیدا کرنے پر منتج ہو جاتی ہے۔ جس قسم کی عمر ہے اس قسم کا سلوک ہونا چاہیئے۔

(از خطبہ فرمودہ ۷ ،اگست ۱۹۹۲ء)

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم محمد شعیب طاہر مربی سلسلہ کے گلے کا اپریشن فضل عمر ہسپتال میں ہوا ہے اپریشن کے دوران چونکہ خون کافی زیادہ بہہ گیا تھا۔ لہٰذا ابھی مکمل طور پر صحت یاب نہیں ہوئے۔

○ عزیزہ ریحانہ یحییٰ صاحبہ بنت میاں خورشید احمد صاحب آف ڈیرہ غازی خاں کا رسولی کا اپریشن ڈسٹرکٹ ہسپتال ڈیرہ غازی خان میں ہوا ہے۔

○ مکرم شمس الحق صاحب ضیاء کارکن دفتر وصیت ربوہ کا بیٹا عزیزم انعام الحق شمس بعمر ۵ ۱/۲ ماہ ایک ہفتہ سے بخار میں مبتلا ہے اور فضل عمر ہسپتال میں داخل ہے۔ ابھی تک اس کا بخار کم نہیں ہو رہا۔ بچہ وقف نو میں شامل ہے۔

○ محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا سعید بیگ صاحب اقبال ٹاؤن لاہور شدید بیمار ہیں۔

○ محترمہ نصیرہ عمر صاحبہ اہلیہ مکرم احمد عمر مرزا صاحب اقبال ٹاؤن لاہور شدید بیمار ہیں

○ مکرم منور احمد قمر سابق انسپکٹر وقف جدید (حال جرمنی) دوران خون کی بندش کیوجہ سے جرمنی کے ایک ہسپتال میں زیر علاج ہیں

○ مکرم بدر احمد خان صاحب سکنہ دارالرحمت وسطی ربوہ ایک ہفتہ سے بعارضہ بندش پیشاب صاحب فراش ہیں۔ ان دنوں تکلیف بہت زیادہ ہے۔

○ مکرم بشیر احمد صاحب دارالیمن غربی ربوہ کا ہرنیا کا اپریشن فضل عمر ہسپتال میں ہوا ہے

احباب ان سب کی کامل شفایابی کے لئے دعا کریں۔

بقیہ: صـ۱

مکرم محمد اکرم ہاشمی صاحب پروفیسر گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی ملتان، مکرم محمد افضل ہاشمی صاحب ٹیچر گرامر سکول لاہور، اور مکرم محمد اکبر ہاشمی صاحب ویونگ انسپکٹر نوشہرہ موجود تھے۔ احباب کرام سے موصوفہ کی بلندئ درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : ۱۲ر اپریل۔ گرمی بڑھ رہی ہے۔ صرف صبح کے وقت سردی کا احساس ہوتا ہے۔

○ وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے سارک سربراہ کانفرنس کو کامیاب قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ اس سے جنوبی ایشیا کے ممالک میں قریبی تعاون بڑھے گا۔ ڈھاکہ سے واپسی پر اسلام آباد میں ایک بیان میں انہوں نے کہا کہ پاکستان نے اپنے اس عزم کا پھر اظہار کیا ہے کہ علاقائی تعاون کو مضبوط بنانے میں اپنا کردار ادا کرتا رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ ممبر ممالک کو چاہئے کہ اقوام متحدہ کے منشور کے مطابق اپنے مسائل کو مذاکرات کے ذریعے پرامن طور پر حل کریں۔ انہوں نے زور دیا کہ علاقے کے عوام کی ترقی کے لئے نئی سکیمیں شروع کی جائیں۔

○ بین الپارلیمانی یونین کانفرنس کا اجلاس نئی دہلی میں شروع ہو رہا ہے ۱۰۰ ممالک کے ۵۰۰ نمائندگان شریک ہو رہے ہیں۔ قومی اسمبلی کے سپیکر گوہر ایوب پاکستان کی نمائندگی کر رہے ہیں۔

○ آرمینیا کی فوج نے پندرہ کلومیٹر اندر تک آذربائیجان میں گھس کر اس کے ۱۴ دیہات پر قبضہ کر لیا ہے۔

○ نیٹو کے ۷۰ لڑاکا طیاروں نے سوموار سے بوسنیا کے ممنوعہ فضائی زون کی نگرانی شروع کر دی ہے۔ اقوام متحدہ نے نیٹو کو اختیار دیا ہے کہ فضائی زون کی خلاف ورزی کرنے والے طیاروں کو مار گرایا جائے۔ سربوں نے اس کارروائی کو جھگڑا بڑھانے کی کوشش قرار دیا ہے۔

○ صدر مملکت نے وفاقی وزراء جام یوسف علی اور فخر امام اور سینیٹروں سے ملاقاتیں کیں۔

○ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس محمد افضل ظلہ نے بیرون ملک کا دورہ منسوخ کر دیا ہے وہ چند دنوں تک اپنے عہدے سے ریٹائر ہونے والے ہیں۔

○ ڈھاکہ میں بھارت کے خلاف مظاہروں کے دوران بھارتی پرچم جلا دیا گیا۔

○ حکومت کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک اور اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے دونوں باتوں کی تیاریاں کی جا رہی ہیں۔

○ مسٹر غلام مصطفےٰ جتوئی نے کہا ہے کہ اگر بے نظیر بھٹو صدر کا ساتھ دینے کی حامی بھریں تو موجودہ حکومت کی فوری چھٹی ہو سکتی ہے۔

○ ایوان صدر کے ایک ترجمان نے کہا ہے کہ جو لوگ صدر سے مل کر یہ تاثر دیتے ہیں کہ صدر ان کے ہمنوا ہیں یہ بات واقعات کے منافی ہے۔ صدر سب کی سنتے ہیں لیکن اپنے ردعمل کا اظہار نہیں کرتے۔

○ چاروں صوبوں نے بجلی کے نرخ بڑھانے کی تجویز مسترد کر دی ہے صوبوں میں ملازمتوں کا کوٹہ مزید بیس سال کے لئے بڑھا دیا گیا۔

○ لال چوک سری نگر کے سانحہ میں شہید ہونے والوں کی تعداد ۱۳۰ر تک پہنچ گئی ہے۔ بھارتی فوج نے بارود چھڑک کر پورے علاقے کو آگ لگا دی ہے۔

○ وفاقی وزیر اسلم خٹک نے کہا ہے کہ صدر اور وزیراعظم میں کوئی اختلاف نہیں اگر کوئی غلط فہمی تھی تو دور ہو چکی ہے۔ ایسی باتیں کرنے والے صدر کو بدنام کر رہے ہیں۔ بلوچستان کے وزیر اعلیٰ تاج محمد جمالی نے کہا ہے صدر اور وزیراعظم میں اختلافات اچھی بات نہیں دونوں بڑے مل بیٹھ کر سوچیں۔

○ پنجاب کے گورنر میاں محمد اظہر نے کہا ہے کہ میں صدر سے کہوں گا کہ وہ دولائنوں کا بیان جاری کریں تاکہ صورتحال واضح ہو سکے۔

○ روس نے بوسنیا کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے نئی تجاویز پیش کی ہیں۔ اس سے قبل سرب لیڈر وہ امن منصوبہ مسترد کر چکے ہیں جس کے تحت بوسنیا کو دس خود مختار صوبوں میں تقسیم کرنا مقصود تھا۔

○ سابق چیف آف آرمی سٹاف جنرل آصف نواز کی بیوہ محترمہ نے الزام لگایا ہے کہ میرے خاوند کو قتل کیا گیا ہے۔ انہوں نے وزیراعظم کے خصوصی معاون چوہدری نثار اور انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر بریگیڈیئر امتیاز کو ملزم نامزد کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ ایک ہفتہ کے اندر ثبوتوں کے ساتھ ایف آئی آر درج کروائیں گی۔ انہوں نے راولپنڈی کے ایک ہوٹل میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ان کے شوہر کو آہستہ اثر کرنے والا زہر دیا گیا۔

○ کراچی میں ایک صوبائی وزیر کے گھر سمیت مختلف سیاسی ٹھکانوں پر دستی بموں سے حملے کئے گئے جن سے ۱۰ افراد زخمی ہو گئے۔ ایم کیو ایم حقیقی سے تعلق رکھنے والے وزیر بلدیات کے گھر دھماکے سے ان کی والدہ زخمی ہو گئیں۔ دہشت گردوں کی فائرنگ سے بھی ایک شخص ہلاک ہو گیا۔

○ وزیر اعلیٰ سندھ نے کہا ہے کہ بموں کے دھماکے سندھ میں ضمنی انتخابات ملتوی کروانے کے لئے کروائے جا رہے ہیں مگر حکومت اس سے مرعوب نہیں ہو گی۔

مرغیوں کی چیچک

• بیمار مرغیوں کیلئے چیچک پلز قیمت ۳۲/- روپے
• وبا سے بچاؤ کیلئے چیچک روک قیمت ۴/- روپے
لٹریچر مفت حاصل کریں

کیور ٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ
ربوہ۔ فون : ۷۷۱ - ۶۰۶

کوٹھی برائے فروخت

مرکز میں بیت اقصیٰ کے نزدیک کوٹھی رقبہ ایک کنال المعروف "بیت الصلح" برلب سڑک راجیکی روڈ برائے فروخت موجود ہے۔ کوٹھی ۶ کمرے ہال دونوں طرف برآمدے۔ اٹیچ باتھ گیراج ۲ ڈو سٹور وغیرہ پر مشتمل ہے۔ گیس ٹیلیفون، پانی وغیرہ ہر سہولت موجود ہے

رابطہ
انس احمد ایڈوو۔ انس مارکیٹ ربوہ فون ۹۴۳

بھٹی ٹریڈرز کی مجربہ پیشکش

نقد اور آسان قسطوں پر پنکھے روم کولر واشنگ مشین، سلائی مشین معیاری ریپرنگ اور پنکھوں کے بلیڈوں کی مرمت کا مرکز
اقبال احمد بھٹی اینڈ سنز رحمت بازار منڈی ربوہ

صاحب اولاد

اپنے پھولوں سے بچوں کی صحت اور نشوونما کا خاص خیال رکھیں۔ اگر کوئی کمزوری ہو تو مندرجہ ذیل ادویات سے انتخاب کریں

DWARFISHNESS COURSE	100/-	۰ چھوٹا قد کورس
BED URINE COURSE	35/-	۰ بول بستری کورس
MITTI CHOUR COURSE	20/-	۰ مٹی چھوڑ کورس
BABY GROWTH COURSE	30/-	۰ بے بی گروتھ کورس
MARASMUS COURSE	60/-	۰ سوکھا پن کورس
BABY TONIC	12/-	۰ بے بی ٹانک
SLOW DENTITION CURE	20/-	۰ آہستہ دانت نکالنا کیور
IRREGULER TEETH CURE	20/-	۰ بے ترتیب دانت کیور

ڈاکٹرز اور سٹاکسٹوں کے لئے معقول کمیشن
چار صد روپے یا زائد کے آرڈر پر ڈاک خرچ بذمہ کمپنی

کیور ٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ
فون ۷۷۱ - ۶۰۶

حبوب مفید اٹھرا — ۱۵ گرام ۱۶/- ، ۶۰ گرام ۴۸/-
اکسیر اولاد نرینہ (کورس) ۱۵۰/- روپے
زوجام عشق خاص ۴۸۰/- روپے
روشن کاجل ۵/- روپے
تریاق معدہ ۱۰/- روپے ، ۲۰/- روپے

NASIR
دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
ناصر دواخانہ ربوہ رجسٹرڈ
فون : ۶۳۴ ٹیکس : ۵۳۴ - ۴۵۲۴